۴۔ ہماری زبان

پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفؔی

88HABT

پہلی بات : اُردو کے مشہور شاعر داغؔ دہلوی نے اُردو زبان کی تعریف کرتے ہوئے کہا تھا۔

اُردو ہے جس کا نام ہمیں جانتے ہیں داغؔ
سارے جہاں میں دھوم ہماری زباں کی ہے

اُردو زبان مختلف زبانوں کے میل جول سے وجود میں آئی ہے اسی لیے اس میں ان زبانوں کی خوبیاں موجود ہیں۔ اس زبان نے مختلف مذاہب اور علاقوں کے لوگوں کو جوڑنے کا کام بھی کیا ہے اس لیے یہ زبان نہ صرف ہمارے ملک میں بلکہ پوری دنیا میں مقبول ہے۔ ذیل کی نظم میں اسے ہندو مسلم اتحاد اور قومی یکجہتی کا اعلیٰ نمونہ بتایا گیا ہے۔

جان پہچان : پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفؔی ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے دہلی میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ اُردو، فارسی اور عربی کے علاوہ ہندی اور سنسکرت زبانوں پر انھیں مکمل عبور حاصل تھا۔ انھوں نے شاعری بھی کی۔ ان کا اصل کارنامہ نثر میں لکھے ہوئے وہ مضامین ہیں جو انھوں نے اُردو زبان و ادب اور لسانیات کے تحت مختلف موضوعات پر لکھے۔ وہ اُردو کے سچے پرستار اور ہندو مسلم اتحاد کے زبردست حامی تھے۔ 'کیفیہ' اور 'منشورات' ان کے مضامین کے مجموعے ہیں۔

اُردو ہے جس کا نام ، ہماری زبان ہے
دنیا کی ہر زبان سے پیاری زبان ہے

فرقوں کے ربط ضبط کا ہے اس سے انتظام
قومی یگانگی کا ہے قائم اسی سے نام

اُردو بنی ہے مسلم و ہندو کے میل سے
دونوں نے صَرف اس پہ دماغ اور دل کیے

قوموں کے اتحاد کا یہ شاہکار ہے
کلچر کا اس کی ذات پہ دار و مدار ہے

اس سے ہی ملک میں وہ رواداریاں رہیں
شیخ اور برہمن میں وفاداریاں رہیں

بہنایا اس کو دوسری بھاشاؤں سے رہا
اس نے کسی کو غیر نہ سمجھا کبھی ذرا

اُردو ہی دوستو ، وطنیت کی جان ہے
یہ یاد رکھو ، اس سے اخوت کی شان ہے

اس کو ہُوا کسی سے ، نہ ہے رشک اور حسد
بغض اور کینے سے ہے بہت دور اس کی حد

اپنے ہیں اس کو سب ، نہیں کوئی پرائے ہیں
وسعت ہے دل کی وہ کہ سب اس میں سمائے ہیں

ہے اس کو سب سے میل ، کسی سے نہیں ہے بیر
افسوس کیوں نہ ہو ، اُسے کوئی جو سمجھے غیر

تاریخ ہند کی ہے وہ سرتاج آج تک
ہے اِتحاد و اُنس کی معراج آج تک

خلاصہ : شاعر کہتا ہے کہ ہماری زبان اُردو تمام زبانوں سے زیادہ پیاری ہے۔ اس نے قوموں میں اتحاد پیدا کیا اور یہ زبان ہندوؤں اور مسلمانوں کے اتفاق و اتحاد کے نتیجے میں پیدا ہوئی ہے۔ ان دونوں قوموں نے اسے پروان چڑھایا ہے۔ یہ ہماری مشترکہ تہذیب کی بنیاد ہے۔ اُردو زبان نے دیگر زبانوں سے بھی دوستانہ تعلقات پیدا کیے ہیں۔ اسے کسی سے حسد اور دشمنی نہیں۔ اس کی وسعت کا یہ عالم ہے کہ اس کے دل میں سب کے لیے جگہ ہے۔ یہ زبان اتفاق و اتحاد کی معراج ہے۔

معانی و اشارات

یگانگی	ایکتا	Integrity
صَرف کرنا	خرچ کرنا	Spend
شاہکار	کسی فن میں بہت اہم کام	Masterpiece
کلچر	تہذیب، ثقافت	Culture
دار و مدار ہونا	انحصار ہونا	Dependence
رواداری	سب کو ساتھ لے کر چلنے کا مزاج	Tolerance
وطنیت	وطن سے محبت	Patriotism
اخوت	بھائی چارہ	Brotherhood
حسد	جلن	Jealousy
بُغض	کسی کے تعلق سے برے جذبات رکھنا	Cattiness, animosity
کینہ	دشمنی	Malice, grudge
بَیر	دشمنی	Enmity
اُنس	محبت	Love, affection
معراج	بلندی، عظمت	Highest point, acme

مشقی سرگرمیاں

نظم کا بغور مطالعہ کیجیے اور دی ہوئی سرگرمیاں ہدایت کے مطابق مکمل کیجیے۔

✧ ذیل کے خاکے کو مکمل کیجیے۔

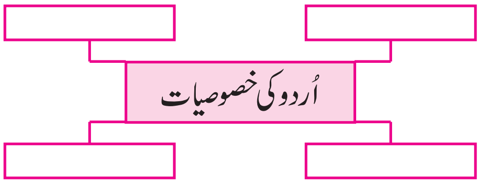

✧ نظم سے متضاد الفاظ کی جوڑیاں تلاش کر کے لکھیے۔

✧ اُردو سے متعلق داغؔ دہلوی کا شعر تلاش کر کے لکھیے۔

✧ پہلے قافیے کو دیکھ کر دوسرا قافیہ لکھیے۔

۱۔ انتظام : ....

۲۔ شاہکار : ....

۳۔ رواداریاں : ....

۴۔ جاں : ....

✧ دوسری زبانوں سے اُردو کے بہناپے کی مثال دیجیے۔

✧ اُردو کے وسیع ہونے، پھیلنے کی وجوہات بیان کیجیے۔

✧ اُردو پر جس چیز کا دار و مدار ہے، اس کی وضاحت کیجیے۔

✧ ذیل کے اشعار میں خط کشیدہ الفاظ کا مطلب لکھیے۔

۱۔ اُردو ہے جس کا نام، <u>ہماری زبان</u> ہے
دنیا کی ہر زبان سے پیاری زبان ہے

۲۔ اِس سے ہی ملک میں وہ <u>رواداریاں</u> رہیں
شیخ اور برہمن میں وفاداریاں رہیں

۳۔ ہے اس کو سب سے میل کسی سے نہیں ہے بیر
افسوس کیوں نہ ہو <u>اُسے کوئی جو سمجھے غیر</u>

✧ نظم میں مذکور اُردو کی خوبیاں قلم بند کیجیے۔

✧ 'جنگِ آزادی میں اُردو کا کردار' عنوان پر دس سطریں تحریر کیجیے۔

✧ ہندوستان میں بولی جانے والی زبانوں کی فہرست بنائیے۔

✧ قومی یکجہتی اور وطن کی آزادی سے متعلق اشعار تلاش کر کے لکھیے۔

تضاد (Antonym)

یہ اشعار پڑھیے۔

اس سے ہی ملک میں وہ رواداریاں رہیں
شیخ اور برہمن میں وفاداریاں رہیں
اپنے ہیں اس کو سب، نہیں کوئی پرائے ہیں
وسعت ہے دل کی وہ کہ سب اس میں سمائے ہیں

آپ جانتے ہیں کہ خط کشیدہ الفاظ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ جب شعر میں متضاد الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں تو اس طرح کے استعمال کو **'تضاد'** (antonym) کہا جاتا ہے۔

پڑھی گئی نظموں اور غزلوں سے ایسے اشعار تلاش کر کے لکھیے جن میں تضاد کا استعمال کیا گیا ہو۔

مبالغہ (Hyperbole)

آپ شکیب جلالی کا یہ شعر پڑھ چکے ہیں۔

برا نہ مانیے لوگوں کی عیب جوئی کا
انھیں تو دن کا بھی سایہ دِکھائی دیتا ہے

اس شعر میں 'دن کا سایہ دِکھائی دینا ایسا واقعہ ہے جو کبھی واقع نہیں ہوسکتا مگر شاعر نے ایک بات یعنی اچھوں کو برا کہنے کی عادت کو بڑھا چڑھا کر کہا ہے۔ شعر میں جب کوئی ایسی بات کہی جائے کہ حقیقت میں جو واقع نہیں ہوسکتی، اسے **'مبالغہ'** (hyperbole) کہا جاتا ہے۔

✣ **ذیل کے اشعار میں مبالغے کے الفاظ تلاش کر کے لکھیے۔**

لاکھ دینے کا ایک دینا ہے
دلِ بے مدعا دیا تو نے
مجھ گنہ گار کو جو بخش دیا
تو جہنم کو کیا دیا تو نے

اضافی مطالعہ

شعر

دوستوں کی محفل تھی۔ بے تکلف گفتگو آہستہ آہستہ ہنسی مذاق کی جگہ ایک دوسرے پر طنز اور توہین میں بدل گئی۔ محفل سمٹ سمٹا کر بس دو دوستوں پر مرکوز ہوگئی۔ خوش کلامی کی جگہ بدکلامی نے لے لی۔ اس سے پہلے کہ کچھ اور پیش آئے، ایک صاحب نے سمجھ داری کا ثبوت دیتے ہوئے بات بدلنے کی کوشش کی اور مسکراتے ہوئے کہا، ''غالبؔ کا ایک شعر سنیے۔''

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے
تمھی کہو کہ یہ اندازِ گفتگو کیا ہے

بس یہ سننا تھا کہ پہلے صاحب کو کچھ احساس ہوا۔ وہ اپنے رویے پر شرمندہ ہوئے۔ حالات بے قابو ہونے سے بچ گئے۔

ایسا اکثر ہوتا ہے کہ ہم ایک دوسرے سے بات چیت کے دوران کوئی مناسب اور برمحل شعر بھی پیش کر دیتے ہیں کیونکہ شعر ہمارے جذبے اور احساس کو زیادہ متاثر کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم شعر کو بار بار سنتے، پڑھتے اور یاد بھی کر لیتے ہیں۔ نثر اور شعر کا فرق بہت واضح ہے۔ نثر میں بات تفصیل سے کہی جاتی ہے اور شعر میں اشارے اور اختصار کے ساتھ۔ لفظوں کی ایک خاص ترتیب سے شعر میں بات زیادہ پُر اثر ہوجاتی ہے۔

''شعر وہ کلام ہے جس میں لفظوں کی ایک خاص ترتیب یعنی موزونیت ہو اور اس سے لَے، نغمگی اور اثر پیدا ہوجائے۔''

شعر کے دو حصے ہوتے ہیں۔ ہر حصہ مصرع کہلاتا ہے۔ پہلے مصرعے کو مصرعۂ اولیٰ اور دوسرے کو مصرعۂ ثانی کہتے ہیں مثلاً

ہے جستجو کہ خوب سے ہے خوب تر کہاں (مصرعۂ اولیٰ)
اب دیکھیے ٹھہرتی ہے جا کر نظر کہاں (مصرعۂ ثانی)
سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا (مصرعۂ اولیٰ)
ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ گلستاں ہمارا (مصرعۂ ثانی)